Journal of Religion & Society **(JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

An Analytical Study of Strengthening Marital Relationships and Preventing Divorce in the Light of the Prophetic Seerah

ازدواجی تعلقات کا استحکام اور طلاق کی روک تھام کا سیرت طیبہ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

Muhammad Irfan Rafeeq
MS Islamic Studies Scholar, Department of Islamic Studies,
HITEC University Taxila Cantt, Punjab, Pakistan
muhammadirfanrafeeq8@gmail.com
Dr. Jawaad Haseeb
Lecturer, Department of Islamic Studies, HITEC University Taxila
jawaad.haseeb@hitecuni.edu.pk

Abstract

The increasing rate of divorce and the weakening of family relationships have emerged as significant social challenges in many Muslim societies, necessitating a comprehensive examination of Islamic guidance on marital stability. This study analytically explores the Prophetic Seerah as a practical model for strengthening marital relationships and preventing divorce. It examines the Prophet Muhammad's ﷺ approach to fostering mutual love, compassion, effective communication, patience, forgiveness, justice, consultation, and reconciliation between spouses. The study further highlights the preventive mechanisms established in the Qur'an and Sunnah, including family mediation, conflict resolution, and gradual corrective measures before the dissolution of marriage. Employing a qualitative and analytical research methodology, the paper critically reviews primary Islamic sources alongside contemporary scholarly literature to identify the principles that contribute to sustainable family life. The findings suggest that the Prophetic model emphasizes prevention rather than dissolution, promoting dialogue, emotional intelligence, mutual rights and responsibilities, and social support as essential elements of marital harmony. The study concludes that the effective implementation of these Prophetic principles can significantly reduce marital conflicts, strengthen family institutions, and provide practical guidance for addressing the growing incidence of divorce in contemporary Muslim societies. The research also offers recommendations for integrating these principles into family counseling, educational curricula, and public awareness initiatives to enhance marital stability and social cohesion.

Keywords: Prophetic Seerah, Marital Stability, Divorce Prevention, Family Institution, Conflict Resolution, Reconciliation, Islamic Family Law, Marital Counseling, Muslim Society.

تعارف

اسلام نے خاندان کو انسانی معاشرے کی بنیادی اکائی قرار دیا ہے اور اس کے استحکام کو فرد، معاشرہ اور ریاست کی فلاح وبقا کے لیے ناگزیر سمجھا ہے۔ خاندانی نظام کی اساس نکاح پر قائم ہے، جو محض ایک سماجی معاہدہ نہیں بلکہ ایک مقدس عہد (میثاقِ غلیظ) ہے۔ قرآنِ کریم نے ازدواجی تعلق کو سکون، محبت اور رحمت کا سرچشمہ قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے درمیان مودّت اور رحمت پیدا فرمائی تاکہ وہ

ایک دوسرے کے لیے باعثِ سکون بنیں۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ طیبہ میں ازدواجی زندگی کے ایسے جامع اصول اور عملی نمونے موجود ہیں جو ہر دور کے انسان کے لیے رہنمائی کا سرچشمہ ہیں۔

موجودہ دور میں مسلم معاشروں کو جن سماجی مسائل کا سامنا ہے، ان میں ازدواجی تنازعات اور طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح ایک نہایت تشویشناک مسئلہ بن چکی ہے۔ معاشی دباؤ، باہمی اعتماد کی کمی، ابلاغ کے فقدان، خاندانی مداخلت، سوشل میڈیا کے منفی اثرات، دینی تعلیم سے دوری اور برداشت میں کمی جیسے عوامل نے ازدواجی زندگی کو شدید متاثر کیا ہے۔ اگرچہ اسلام نے بعض ناگزیر حالات میں طلاق کی اجازت دی ہے، تاہم اسے پسندیدہ عمل قرار نہیں دیا بلکہ حتی الامکان ازدواجی رشتے کو برقرار رکھنے، اصلاحِ احوال، مصالحت اور باہمی مفاہمت کی ترغیب دی ہے۔ سیرتِ نبوی کا مطالعہ واضح کرتا ہے کہ آپ نے ازدواجی تعلقات کو مضبوط بنانے، میاں بیوی کے درمیان محبت، احترام، حسنِ معاشرت، عدل، عفو و درگزر، باہمی مشاورت اور مؤثر ابلاغ کو فروغ دیا۔ مزید برآں، اختلافات کی صورت میں فوری علیحدگی کے بجائے اصلاح، نصیحت، ثالثی اور تدریجی حل کی تعلیم دی، تاکہ خاندان ٹوٹنے سے محفوظ رہے۔ یہی وجہ ہے کہ سیرتِ طیبہ طلاق کے احکام بیان کرنے کے ساتھ ساتھ طلاق کی روک تھام کے عملی اور اخلاقی اصول بھی فراہم کرتی ہے۔ اس تحقیقی آرٹیکل میں سیرتِ نبوی کی روشنی میں ازدواجی تعلقات کے استحکام کے بنیادی اصولوں کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے گا، نیز ان عملی تدابیر کا جائزہ لیا جائے گا جو طلاق کی روک تھام، خاندانی استحکام اور معاشرتی ہم آہنگی کے فروغ میں مؤثر کردار ادا کرسکتی ہیں۔ عصرِ حاضر کے خاندانی مسائل کے تناظر میں ان نبوی تعلیمات کی عملی افادیت کو بھی واضح کیا جائے گا تاکہ اسلامی خاندانی نظام کے تحفظ کے لیے قابلِ عمل رہنمائی فراہم کی جاسکے۔

مسئلۂ تحقیق

موجودہ دور میں مسلم معاشروں میں طلاق کی شرح میں مسلسل اضافہ خاندانی نظام کے لیے ایک سنجیدہ چیلنج بن چکا ہے۔ اگرچہ اسلامی فقہ میں طلاق کے احکام پر وافر علمی کام موجود ہے، لیکن سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں طلاق سے قبل اختیار کیے جانے والے اصلاحی اور احتیاطی اقدامات پر نسبتاً کم توجہ دی گئی ہے۔ اکثر تحقیقات قانونی و فقہی پہلوؤں تک محدود ہیں، جبکہ ازدواجی تعلقات کے استحکام، اختلافات کے نبوی طریقۂ حل، اور طلاق کی روک تھام کے عملی اسالیب کا جامع تجزیہ کم دکھائی دیتا ہے۔ لہٰذا یہ تحقیق اس خلا کو پُر کرنے کی کوشش کرے گی اور واضح کرے گی کہ سیرتِ نبوی ﷺ ازدواجی زندگی کے استحکام اور خاندانی نظام کے تحفظ کے لیے کس نوعیت کی عملی رہنمائی فراہم کرتی ہے۔

مقاصدِ تحقیق

- اسلام میں ازدواجی تعلقات کے استحکام کے بنیادی اصولوں کا جائزہ لینا۔
- سیرتِ نبوی ﷺ میں میاں بیوی کے حقوق و فرائض اور حسنِ معاشرت کے عملی نمونوں کا تجزیہ کرنا۔
- طلاق کی روک تھام کے لیے سیرتِ نبوی ﷺ میں اختیار کیے گئے اصلاحی اقدامات کی وضاحت کرنا۔
- ازدواجی تنازعات کے حل میں نبوی اسلوبِ مصالحت، ثالثی اور مشاورت کا مطالعہ کرنا۔
- عصرِ حاضر میں بڑھتے ہوئے خاندانی مسائل کے حل کے لیے نبوی تعلیمات کی عملی افادیت کو اجاگر کرنا۔

سوالاتِ تحقیق

سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں ازدواجی تعلقات کے استحکام کے بنیادی اصول کیا ہیں؟

رسول اللہ ﷺ نے ازدواجی اختلافات کے حل کے لیے کون سے عملی طریقے اختیار فرمائے؟

طلاق کی روک تھام کے لیے قرآن و سنت میں کون سے اصلاحی اقدامات بیان کیے گئے ہیں؟

موجودہ مسلم معاشرے میں نبوی تعلیمات کو خاندانی استحکام کے لیے کس طرح مؤثر انداز میں نافذ کیا جاسکتا ہے؟

سیرتِ نبوی ﷺ کا پیش کردہ خاندانی ماڈل جدید معاشرتی چیلنجز کا کس حد تک مؤثر حل پیش کرتا ہے؟

سابقہ مطالعات (Literature Review)

اس موضوع سے متعلق دستیاب علمی سرمایہ زیادہ تر اسلامی خاندانی قانون، نکاح، طلاق اور زوجین کے حقوق و فرائض پر مشتمل ہے۔ کلاسیکی فقہی کتب میں نکاح و طلاق کے شرعی احکام، ان کی شرائط اور قانونی اثرات پر تفصیلی بحث ملتی ہے، جبکہ سیرت و حدیث کی کتابوں میں حسنِ معاشرت، باہمی احترام، عفو و درگزر، مشاورت اور خاندانی زندگی سے متعلق متعدد واقعات محفوظ ہیں۔ جدید دور میں بھی اسلامی خاندانی نظام، ازدواجی تعلقات، فیملی کونسلنگ اور طلاق کے اسباب پر متعدد تحقیقی مقالات شائع ہوئے ہیں، تاہم ان میں سے اکثر قانونی یا سماجی زاویے تک محدود ہیں۔ سیرتِ نبوی ﷺ کو **طلاق کی روک تھام کے جامع عملی ماڈل** کے طور پر پیش کرنے والی تحقیقات نسبتاً کم ہیں۔ یہی پہلو اس مقالے کی انفرادیت اور علمی اہمیت کو نمایاں کرتا ہے، کیونکہ اس میں سیرت، قرآن، حدیث اور عصرِ حاضر کے خاندانی مسائل کو ایک مربوط تجزیاتی فریم ورک میں جمع کیا جائے گا۔

تحقیقی طریقہ کار

اس تحقیق میں معیاری (Qualitative) اور تجزیاتی (Analytical) طریقۂ تحقیق اختیار کیا جائے گا۔ بنیادی مآخذ میں قرآنِ کریم، مستند کتبِ حدیث، سیرتِ نبوی ﷺ کے معتبر مصادر اور فقہِ اسلامی کی مستند کتب شامل ہوں گی۔ ثانوی مآخذ کے طور پر جدید تحقیقی کتب، علمی جرائد، ایم فل اور پی ایچ ڈی مقالات، اور اسلامی خاندانی نظام و ازدواجی تعلقات سے متعلق معاصر تحقیقات سے استفادہ کیا جائے گا۔ جمع شدہ مواد کا توصیفی، تحلیلی اور تقابلی انداز میں جائزہ لیا جائے گا تاکہ سیرتِ نبوی میں موجود ان اصولوں اور عملی تدابیر کو واضح کیا جاسکے جو ازدواجی تعلقات کے استحکام اور طلاق کی روک تھام میں مؤثر کردار ادا کرتی ہیں۔

اسلام میں نکاح کا مقصد اور خاندانی استحکام کا تصور

نبی اکرم ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ کے ذریعے ازدواجی زندگی کے ہر پہلو کو نہ صرف واضح فرمایا بلکہ اپنی عملی سنت کے ذریعے اس کا کامل نمونہ پیش کیا۔ آپ ﷺ نے خاندانی استحکام کو دین کے استحکام سے جوڑا۔ ارشادِ نبوی ہے:

"النِّكَاحُ نِصْفُ الدِّينِ[1]"

ترجمہ: نکاح دین کا نصف ہے۔

یہ تعبیر دراصل اس حقیقت کی وضاحت کرتی ہے کہ ازدواجی نظام محض انسانی ضرورت نہیں بلکہ دینی اور اخلاقی تکمیل کا ذریعہ ہے۔ طلاق کا بڑھتا ہوا رجحان اسی وقت روکا جاسکتا ہے جب ہم ازدواجی رشتے کو صرف قانونی معاہدہ نہیں بلکہ عبادت اور سنتِ رسول سمجھ کر اس کے حقوق و ذمہ داریوں کو ادا کریں۔

سیرتِ طیبہ ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ ازدواجی رشتہ صبر، ایثار اور سمجھوتے کے بغیر پائیدار نہیں رہ سکتا۔ ہمارے پیارے نبی کریم نے فرمایا:

"لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً، إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ"[2]

ترجمہ: کوئی مومن اپنی بیوی سے نفرت نہ کرے، اگر ایک عادت ناپسند ہو تو دوسری پسندیدہ صفت پر نگاہ رکھے۔

یہ ارشاد مصطفوی دراصل ازدواجی زندگی میں توازن، برداشت اور مثبت سوچ کا اصول فراہم کرتا ہے۔ نبی کی سیرت میں کہیں بھی جلد بازی، انتقام یا غصے کی بنیاد پر علیحدگی کی مثال نہیں ملتی۔ آپ نے ازواجِ مطہرات کے ساتھ اختلاف کے مواقع پر بھی نرمی، گفت و شنید اور حکمت سے

معاملات کو حل فرمایا۔ یہی وہ طرزِ عمل ہے جو آج کے معاشرے کے لیے بھی نجات کا راستہ ہے۔ سیرتِ طیبہ کو بطور جامع ضابطۂ حیات اختیار کرنا، دراصل طلاق کے مسئلے میں سب سے مضبوط حل ہے۔ کیونکہ نبی کی سیرت نہ صرف روحانی اور اخلاقی رہنمائی دیتی ہے بلکہ اس میں عملی پہلو بھی شامل ہیں جیسے آپ ﷺ کا اپنی ازواج کے ساتھ عدل، محبت، خدمت اور مشاورت کا رویہ۔ قرآنِ مجید نے فرمایا:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" [3]

ترجمہ: تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں بہترین نمونہ موجود ہے۔

اس آیت کریمہ کی روشنی میں سیرتِ نبوی کو محض مذہبی تبرک نہیں بلکہ عملی منشور سمجھنا چاہیے۔ خاندانی تنازعات، جذباتی بے اعتدالی اور طلاق جیسے مسائل کا حقیقی علاج اسی وقت ممکن ہے جب سیرتِ طیبہ کو قانون، تربیت اور سماجی شعور کا مرکز بنایا جائے۔ پس واضح ہوا کہ سیرتِ نبوی محض عبادت یا اخلاقیات کا باب نہیں بلکہ اجتماعی و خاندانی نظام کی اصلاح کا مکمل دستور ہے۔ آج کے دور میں طلاق کے سدّباب کے لیے اگر کوئی دائمی اور کارگر راہ موجود ہے تو وہ یہی ہے کہ ہم ازدواجی زندگی میں نبوی منہج کو اپنائیں جہاں محبت عبادت ہے، صبر نجات ہے اور درگزر تعلقات کی بقا کی ضمانت۔ اسلام نے اسے محض انسانی خواہش کا اطمینان یا سماجی تسہیل نہیں بلکہ ایک میثاقِ الٰہی قرار دیتے ہیں قرآنِ مجید میں اس رشتہ کو اس قدر معزز انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ اسے انسانی سکون اور رحمت کے منبع کے طور پر پیش کیا گیا:

"وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوااِلَيُهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً" [4]

ترجمہ: اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے ہی جنس سے تمہارے لیے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو، اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔

نبی کریم ﷺ کی تعلیمات برائے نکاح و ازدواج

نبوی سیرتِ طیبہ میں نکاح کو عبادت کے درجے میں رکھنا ایک بنیادی اور نافعہ آفرین تصور ہے۔ اس تصور کی بنیاد یہی ہے کہ نکاح کے ذریعے انسان اپنے نفس کی اصلاح، معاشرتی ذمہ داریوں کی ادائیگی اور عبادتِ خُالصہ کی راہ ہموار کرتا ہے کیونکہ ازدواجی تعلق میں صبر، تحمل، ایثار اور تقویٰ کی پیمائش ہوتی ہے۔ اس امر کی قوتِ دلیل اس حدیثِ نبوی میں موجود ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ سے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

" النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي " [5]

ترجمہ: نکاح میری سنت ہے اور جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے

یہ ارشادِ نبویؐ اس حقیقت کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ نکاح محض سماجی ضرورت نہیں بلکہ دینی سنت اور روحانی تربیت کا وسیلہ ہے۔ نبی کریم نے ازدواجی تعلق کو ایک ایسی عبادت کے طور پر متعارف فرمایا جو انسان کی اخلاقی تطہیر اور اجتماعی اصلاح کا محرک ہے۔ آپ نے نکاح کو رسمی معاہدہ نہیں، بلکہ کردار سازی کا میدان بنایا جہاں محبت، عدل اور شفقت عبادت کے زمرے میں داخل ہو گئے۔ آپ کی حیاتِ طیبہ میں شوہر اور باپ کی حیثیت سے جو طرزِ عمل نمایاں ہوا وہ سراپا رحمت، مروّت اور عملی اخلاق کا مظہر تھا۔ ازواجِ مطہراتؓ کے ساتھ آپ کا طرزِ سلوک نرمی، عزت، مشاورت اور خدمت نے اس رشتے کو انسانی تجربے سے بلند کر کے عبادت کی صورت دے دی۔ یہ طرزِ عمل محض گھریلو حسنِ سلوک نہیں بلکہ اجتماعی تربیت اور معاشرتی تطہیر کا ماڈل تھا۔ نکاح کے دائرے میں انسان کو وہ وسائل میسر آتے ہیں جو اسے نفسانی خواہشات کے غلبے سے محفوظ رکھتے، ضبط و تہذیب کی راہ دکھاتے اور باہمی اصلاح و تربیت کے جذبے کو مہمیز دیتے ہیں۔ یوں سیرتِ نبوی ﷺ کے مطابق نکاح عبادت کا وہ نظام ہے جو فرد کے اخلاق، خاندان کے استحکام اور امت کے توازن کا ضامن بنتا ہے۔ جب ازدواجی زندگی کو اسی عباداتی تصور کے تحت استوار کیا

جائے، تو طلاق محض ایک قانونی اختیار نہیں رہتی بلکہ اخلاقی بوجھ بن جاتی ہے، اور یہی احساس اس کے غیر ضروری استعمال کی راہ روکتا ہے۔ اس طرح نکاح، اپنی اصل سنتی روح میں، طلاق کے سدِّباب کا فطری و مؤثر ذریعہ ثابت ہوتا ہے۔

بیویوں کے ساتھ حسن سلوک اور اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آنے کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

" خیرکم خیرکم لاھلہ وانا خیرکم لاھلی"[6]

ترجمہ " تم میں سے سب سے بہترین وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا ہو اور میں تم سب میں سے اپنے گھر والوں کے لیے سب سے اچھا ہوں"

قرآنِ کریم نے اہلِ ایمان کو حکم دیا:

"وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ"[7]

ترجمہ: اور وہ لوگ جو اپنے، ان کے باہمی معاملات آپس کے مشورے سے طے پاتے ہیں۔

یہ قرآنی اصول ازدواجی زندگی پر بھی برابر لاگو ہوتا ہے، کیونکہ مشاورت سے پیدا ہونے والا احترام اور باہمی اطمینان وہ اخلاقی فضا فراہم کرتا ہے جس میں طلاق کے امکانات خود بخود مٹ جاتے ہیں اور گھر رحمت و مودّت کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ نبوی سیرت میں بھی آپ نے اہم امور میں مشورہ کو عظمت دی۔

نبیِ کریم کی گھریلو زندگی حسنِ سلوک، عدل اور شفقت کی مجسم تصویر تھی۔ ازواجِ مطہراتؓ کے ساتھ آپ کا برتاؤ خلوص، احترام اور ایثار پر مبنی تھا، جس میں نہ رعب وجبر کی جھلک تھی اور نہ غفلت یا بے نیازی کا سایہ۔ آپ نے ازدواجی رشتے کو محبت، عدل اور خدمت کے توازن سے آراستہ کیا تاکہ گھریلو زندگی سکون ورحمت کا گہوارہ بنے۔

نبیِ کریم ﷺ اور حضرت عائشہؓ کے درمیان تعلقِ محبت اور اندازِ معاشرت ایک ایسی حسین مثال ہے جو ازدواجی زندگی میں توازن نرمی اور الفت کے اصولوں کو واضح کرتی ہے۔ بیہقی کی روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک موقع پر مسکراتے ہوئے فرمایا: "تمہارا کھانا محبت سے بھرا ہوا ہے[8]"۔ یہ طرزِ عمل اس بات کی روشن دلیل ہے کہ نبیِ اکرم ﷺ نے ازدواجی زندگی کو محبت مزاح اور رحمت کے امتزاج سے زندگی کے حسن میں بدل دیا۔

سیرتِ نبوی ﷺ میں طلاق کی روک تھام کی عملی تدابیر

سیرتِ طیبہ میں ازدواجی بندھن کو بکھرنے سے بچانے کے لیے ایسے حکیمانہ اصول دیے جو ہر دور کے لیے راہِ نجات ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے طلاق کو ضرورت کے وقت جائز مگر اخلاقی و روحانی طور پر ناپسندیدہ قرار دیا۔ آپ کے ارشادات میں اس کی واضح حوصلہ شکنی ملتی ہے۔ ذیل میں پانچ مستند ارشادات بمع ترجمہ اور تحقیقی تجزیہ پیش کیے جا رہے ہیں:

"أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللَّهِ الطَّلَاقُ[9]"

ترجمہ: اللہ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔

اسلام نے انسانی کمزوری کا لحاظ رکھتے ہوئے طلاق کی اجازت دی مگر اس کے اخلاقی بوجھ کو برقرار رکھا تاکہ انسان اسے معمول نہ بنائے۔ یہ تصور مغربی معاشروں کے برعکس ہے جہاں طلاق کو محض " قانونی معاہدے کی منسوخی " سمجھا گیا۔ نبوی تعبیر " أبغض الحلال " دراصل ایک نفسیاتی روک ہے تاکہ بندہ جذبات کے بجائے بصیرت سے فیصلہ کرے۔ سیرت طیبہ میں ازدواجی زندگی میں حسنِ ظن، برداشت اور توازن کو دائمی استحکام کا زینہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"استوصوا بالنساء خيرا[10]"

ترجمہ: عورتوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت قبول کرو (یعنی ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

آپ نے امت کو اپنے آخری پیغام میں یہ باور کرایا کہ عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک ہی خاندانی اور سماجی استحکام کی بنیاد ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

"خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي[11]

ترجمہ: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو اور میں تم سب میں اپنے گھر والوں کے لیے سب سے بہتر ہوں۔

یہ حدیث مرد کے لیے معیارِ فضیلت طے کرتی ہے۔ معاشرتی عزت باہر کے رویے سے نہیں بلکہ گھر کے سلوک سے مشروط ہے۔ طلاق کا سدّباب دراصل اسی حدیث کے عملی اطلاق میں ہے جب مرد خود کو "خیر کم لاہلہ" بنانے میں کوشاں ہو، تو طلاق خود بخود ناپسندیدہ ترین عمل بن جاتی ہے۔

"مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ امْرَأَةٍ صَالِحَةٍ: إِذَا نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتْهُ، وَإِذَا أَمَرَهَا أَطَاعَتْهُ، وَإِذَا غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهُ[12]"

ترجمہ: میں نے کسی چیز کو مؤمن کے لیے نیک بیوی سے بہتر نہیں پایا: جب شوہر اسے دیکھے تو خوش ہو، جب حکم دے تو اطاعت کرے، اور جب وہ غیر حاضر ہو تو اپنے نفس اور مال کی حفاظت کرے۔

یہ ارشاد ازدواجی تعلق کے مثالی معیار کو بیان کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے اس رشتے کی بنیاد باہمی اعتماد، عفت اور اطمینان پر رکھی، جس سے گھریلو زندگی سکون و رحمت کا گہوارہ بنتی ہے۔ جہاں یہ اعتماد قائم ہو وہاں طلاق محض ایک نظری امکان رہ جاتی ہے عملی ضرورت نہیں۔ یہ نبوی تعلیم دراصل اس اصول کو اجاگر کرتی ہے کہ ازدواجی کامیابی محبت سے نہیں بلکہ باہمی امانت اور وفاداری سے جنم لیتی ہے۔ اسلام میں بارہا جذباتی ردّعمل کو شیطانی وسوسہ قرار دیا۔ طلاق کا اکثر سبب یہی ہوتا ہے کہ غصے کے لمحے میں فیصلہ صادر ہو جاتا ہے۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

''لَا يَحْكُمُ أَحَدٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ"[13]

ترجمہ:: کوئی شخص غصے کی حالت میں فیصلہ نہ کرے"

آپ ﷺ نے فرمایا کہ کامل ایمان والا وہ ہے جو اپنے اہل کے لیے سب سے زیادہ محبت کرنے والا ہو گویا محبت ہی ایمان کی تکمیل کا معیار ہے۔[14]۔ آپ نے عورت کے ساتھ حسنِ سلوک کو ایمان کا حصہ قرار دیا اور وصیت فرمائی کہ عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو اس طرح تشدد اور ظلم کی ہر صورت کو مسترد کیا۔[15]

نبی پاک کا طرزِ عمل اس بات کی عملی تفسیر تھا کہ تربیتِ زوجین کا جوہر سختی نہیں بلکہ شفقت احترام اور برداشت ہے۔[16] ایک موقع پر فرمایا:

"إنما بُعثت لأتمم مكارم الأخلاق" [17]

ترجمہ: "میں تو اسی لیے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاقِ حسنہ کو کامل کر دوں۔"

عفوودرگزر کا اصول

انسانی معاشرت کا حسن صرف تعلقات کے قیام میں نہیں بلکہ ان کے بقا میں پوشیدہ ہے اور بقا اسی وقت ممکن ہے جب باہمی تعلقات میں عفو، درگزر، اور رحمت کو بنیاد بنایا جائے۔ اختلاف، خطاء، اور جذباتی لغزشیں انسانی فطرت کا حصہ ہیں مگر اصل کمال ان کے بعد صلح، معافی اور وسعتِ قلبی کا مظاہرہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"إني لم أبعث لعانًا، ولكني بعثت رحمةً"[18]

ترجمہ: میں لعنت کرنے والا نہیں بھیجا گیا، بلکہ رحمت کے طور پر مبعوث ہوا ہوں۔

یہی وہ عفو کا رویہ ہے جو ازدواجی زندگی میں بھی نبوی تعلیمات کی روح ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: نبی ﷺ نے کبھی اپنی بیوی پر ہاتھ نہیں اٹھایا نہ خادم پر، نہ کسی اور پر[19]۔ نبی کریم ﷺ کا عفو و درگزر محض سماجی تعلقات تک محدود نہ تھا بلکہ گھریلو زندگی میں بھی اسی وسعت اور لطافت کے ساتھ نمایاں تھا۔ عفو کا عمل دراصل نفس کے منفی جذبات پر قابو پانے کی تربیت ہے جو ازدواجی زندگی میں خاص طور پر ناگزیر ہے۔[20] اسلامی نقطۂ نظر سے عفو، اخلاقِ نبوی کا مرکز ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"من لا يَرحم لا يُرحم"[21]

ترجمہ: جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا"۔

اگر ہر لغزش پر انتقام یا ردِ عمل ہو تو محبت کا رشتہ کمزور پڑ جاتا ہے، لیکن جب دل میں عفو کی وسعت پیدا ہو تو تعلق میں نئی زندگی آتی ہے۔

عصر حاضر میں نبوی تعلیمات کی تطبیق

عصرِ حاضر کی دنیا بظاہر ترقی، آزادی اور مساوات کے نعروں سے روشن دکھائی دیتی ہے مگر حقیقت میں یہ دور خاندانی انتشار ذہنی اضطراب اور اخلاقی زوال کی دھند میں گم ہے۔ وہ رشتہ جو کبھی محبت، ایثار اور رحمت پر استوار تھا آج مفادات، خود غرضی اور مادیت کی قربان گاہ پر قربان ہو چکا ہے۔ ازدواجی بندھن جو صبر، عفو اور امانت کا مظہر تھا اب وقتی جذبات انا اور عدمِ برداشت کا شکار ہے۔ اس کے نتیجے میں طلاق کی شرح بڑھ رہی ہے اور خاندان کا ادارہ، جو معاشرت کی بنیاد ہے، تیزی سے کمزور ہو رہا ہے۔ اس بحران کی جڑیں صرف سماجی یا معاشی نہیں بلکہ فکری و اخلاقی انحراف میں پیوست ہیں وہ انحراف جس نے انسان کو مرکزِ اخلاق سے کاٹ کر محض خواہشات کا پجاری بنا دیا ہے۔ اگر ہم اس زوال کو روکنا چاہتے ہیں تو اس کا واحد علاج سیرتِ نبوی کے عصری نفاذ میں پوشیدہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ازدواجی تعلقات کو جذبات نہیں بلکہ عدل، حکمت، گفت و شنید اور باہمی احترام پر قائم کیا۔ آپ نے مرد و زن کے کرداروں میں توازن پیدا کیا، جہاں دونوں ایک دوسرے کے مقابل نہیں بلکہ تکملہ ہیں ایک کی مضبوطی دوسرے کی بقا ہے۔ یہی فطری تقسیم آج کے غیر فطری مساوات کے تصور کا توازن فراہم کر سکتی ہے۔ اگر جدید معاشرہ نبوی اصولوں پر مبنی خاندانی مشاورت، تربیت، اور مصالحتی نظام کو ادارہ جاتی شکل دے دے، تو طلاق اور خاندانی ٹوٹ پھوٹ کے رجحانات میں نمایاں کمی لائی جاسکتی ہے۔ مولانا سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں: نبی ﷺ کی ازدواجی زندگی اس حقیقت کی مظہر تھی کہ محبت صرف الفاظ نہیں بلکہ باہمی احساس اور جذباتی قربت کا نام ہے جو ایمان کی تکمیل کا ذریعہ بنتی ہے[22]

نبوی سیرت کا ایک بنیادی پہلو تعلیم و تربیت کے نظام میں اخلاقی و خاندانی شعور کا فروغ ہے۔ بدقسمتی سے آج کا نصاب عقل کو تو جِلا دیتا ہے مگر کردار کی تعمیر سے خالی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسکولوں، کالجوں اور جامعات میں "ازدواجی اخلاقیات" اور "سیرتِ طیبہ برائے خاندانی زندگی" جیسے مضامین شامل کیے جائیں، تاکہ نوجوان نسل کو محبت، صبر اور عفو کے عملی اصول سکھائے جائیں۔ اسی طرح "Pre-marital Counseling" کو نکاح سے قبل لازمی مرحلہ بنایا جائے، جس میں جوڑوں کو ازدواجی ذمہ داریوں، گفتگو کے آداب، اور برداشت کے اصولوں سے روشناس کرایا جائے۔ ادارہ جاتی سطح پر "Family Guidance Centers" قائم کیے جائیں جہاں علما، ماہرینِ نفسیات اور سوشل ورکرز نبوی ماڈل کے مطابق خاندانی تنازعات کا حل پیش کریں۔ میڈیا، جو آج ازدواجی تعلقات کو تفریح یا ڈرامہ بنا چکا ہے، اسے اصلاحی اور تربیتی کردار ادا کرنا چاہیے۔ سیرتِ نبوی پر مبنی دستاویزی پروگرام، سماجی مہمات، اور مباحثوں کے ذریعے معاشرتی رویوں میں تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔ اسلامی خاندانی نظام کی بحالی کے لیے ایک جامع ضابطۂ اخلاق ناگزیر ہے جس میں شوہر و بیوی دونوں کے اخلاقی و سماجی فرائض واضح ہوں۔ عدالتوں میں طلاق کے فیصلے سے قبل مصالحتی مرحلہ لازم ہو اور میڈیا پر طلاق کی بجائے خاندانی استحکام کے نمونے اجاگر کیے جائیں۔ تعلیمی اداروں میں "Family Week" منایا جائے، جہاں نوجوانوں کو بتایا جائے کہ محبت، ایثار، صبر اور عفو وہ ستون ہیں جن پر اسلامی خاندان قائم رہتا ہے۔ یوں

عصری نفاذِ سیرت محض ماضی کی یاد نہیں بلکہ مستقبل کا لائحۂ عمل ہے۔ اگر ہم نبوی اصول عدل، عفو، مشاورت اور مودّت کو اپنی گھریلو، تعلیمی اور سماجی ساخت میں عملی رنگ دے دیں، تو وہ معاشرہ جو آج انتشار کا شکار ہے، کل رحمت، سکون اور روحانی توازن کا پیکر بن سکتا ہے۔ یہی سیرتِ محمدی کا ابدی پیغام ہے انسان کی نجات، خاندان کی بقا اور معاشرت کی تطہیر سب رحمت کے نظام میں پوشیدہ ہیں۔

آج کے مسلم معاشروں کے لیے ضروری ہے کہ خاندانی ادارے، علما، مشاورتی کونسلیں اور سماجی مراکز طلاق سے قبل اصلاحی نشستیں، نفسیاتی رہنمائی اور مصالحتی نظام کو لازم بنائیں تاکہ طلاق انصاف، شعور اور رحمت کے دائرے میں رہ کر آخری حل کے طور پر اختیار کی جائے، نہ کہ جذبات یا انا کے زیرِ اثر فوری فیصلہ بن جائے۔

ازدواجی زندگی میں اختلاف فطری ہے اختلافات انسانی فطرت، الگ الگ تربیت اور مختلف مزاجوں کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ مگر ان اختلافات کا معیار اور ان کے حل کا طریقہ وہی چیز ہے جو ایک خاندان کو استحکام یا بربادی کی طرف لے جاتا ہے، ازدواجی رشتہ دراصل دو مختلف انسانوں کے روزمرّہ تعامل، احساسات اور ترجیحات کے باہمی امتزاج کا نام ہے، جہاں فطری طور پر اختلافات پیدا ہونا ناگزیر ہے۔ ان اختلافات کی جڑیں عموماً مزاج، خاندانی پس منظر، معاشی دباؤ، ذہنی توقعات اور نفسیاتی حساسیت میں پوشیدہ ہوتی ہیں۔ معمولی نوعیت کے اختلافات جیسے توجہ یا رومانس میں کمی، مالی فیصلوں میں ترجیحی فرق اولاد کی تربیت کے طریقوں یا خاندانی حدود (مثلاً ساس و بہو کے تعلقات) پر تناؤ زندگی کے فطری مظاہر ہیں۔

صلح و مصالحت کے اصول نبوی و قرآنی دونوں میں واضح ہیں سب سے پہلی اور بنیادی شرط ہے گفتگو کھلے ذہن سے نشست اور اختلاف کی اصل باتوں کو تحمل کے ساتھ سننا۔ قرآنِ مجید میں مشورے کی فضیلت بارہا ملتی ہے اور گھریلو معاملات میں بھی "بالمعروف" معاملہ کرنے کا حکم دیا گیا جو بنیادی طور پر گفتگو محور اصول کی نشاندہی کرتا ہے۔ دوسرا اصول برداشت ہے اختلاف میں برداشت کا مطلب یہ نہیں کہ حق کو قربان کر دیا جائے، بلکہ معنی یہ ہیں کہ وقتی جذباتی ردِّ عمل کو زیرِ نگیں رکھ کر مسئلے کا جمہوری و معروضی جائزہ لیا جائے۔ تیسرا اہم ستون تیسرے فریق کی مداخلت یا ثالثی ہے جب جوڑے باہم انصاف پر راضی نہ ہوں تو مرد و عورت کے اعتبار سے باوقار اور غیر جانبدار ثالث کی شمولیت مفید ثابت ہوتی ہے۔ قرآن نے اس ضمن میں بھی حلِ نزاع کے لیے حکم دیا: اگر تمہارے درمیان اختلاف ہو تو دو عدل بخش افراد کو مقرر کرو یہی ابتدائی ہدایت آج کے خاندانی مصالحتی مراکز قاضی یا معتمد بزرگوں کی شکل میں عملی ہے۔ عملی طور پر مصالحت کے یہ اصول درجہ ذیل طریقوں سے کام کرتے ہیں:

(1) ابتدائی خود احتسابی اور دعووں کی تفتیش

(2) براہِ راست بات چیت میں جذبات کو قابو میں رکھنا

(3) مفاہمت کے لیے معقول تجاویز لانا

(4) ثالثی کی صورت میں ثالث کی رازداری اور غیر جانبداری کو یقینی بنانا۔

نبوی کریم ﷺ کی سیرت میں بھی یہی تسلسل ملتا ہے آپ ﷺ فیصلہ نہیں تھوپتے تھے، بلکہ معاملہ کو نرم اور حکمت کے ساتھ حل فرماتے۔ نتیجتاً، صلح و مصالحت کے یہی اصول ازدواجی استحکام کے حقیقی محافظ ہیں۔

نتائج وسفارشات

اس تحقیقی مطالعے سے یہ حقیقت واضح ہوئی کہ اسلام نے نکاح کو محض ایک سماجی معاہدہ نہیں بلکہ ایک مضبوط اخلاقی، دینی اور معاشرتی رشتہ قرار دیا ہے، جس کا بنیادی مقصد سکون، مودّت، رحمت اور نسلِ انسانی کا صالح تسلسل ہے۔ سیرتِ نبوی کا مطالعہ اس امر کو نمایاں کرتا ہے کہ رسول

اللہ ﷺ نے خاندانی استحکام کو اسلامی معاشرے کی بنیاد قرار دیتے ہوئے ازدواجی تعلقات میں محبت، حسنِ معاشرت، عدل، صبر، عفو و درگزر اور باہمی احترام کو بنیادی حیثیت دی۔ تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگرچہ اسلام نے ناگزیر حالات میں طلاق کی اجازت دی ہے، تاہم اس کی تعلیمات کا اصل رجحان طلاق کی حوصلہ افزائی نہیں بلکہ اس کی روک تھام اور ازدواجی رشتے کے تحفظ کی طرف ہے۔ قرآنِ کریم اور سیرتِ نبوی میں اختلافات کے حل کے لیے مکالمہ، خیر خواہی، نصیحت، صبر، خاندان کی ثالثی، اصلاحِ احوال اور تدریجی اصلاح جیسے متعدد ذرائع اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے تاکہ علیحدگی آخری اور ناگزیر مرحلہ رہے۔ مزید یہ حقیقت سامنے آئی کہ عصرِ حاضر میں طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح کی بنیادی وجوہات میں دینی تعلیم سے دوری، ازدواجی حقوق و فرائض سے ناواقفیت، باہمی اعتماد کا فقدان، غیر مؤثر ابلاغ، معاشی دباؤ، خاندانی مداخلت، سوشل میڈیا کا غیر ذمہ دارانہ استعمال اور جذباتی عدمِ پختگی شامل ہیں۔ ان عوامل کا مؤثر تدارک سیرتِ نبوی کے پیش کردہ اخلاقی اور عملی اصولوں کے ذریعے ممکن ہے۔ تحقیق سے یہ نتیجہ بھی اخذ ہوا کہ رسول اللہ نے ازدواجی اختلافات کو محض قانونی مسئلہ نہیں سمجھا بلکہ انہیں اخلاقی، نفسیاتی اور سماجی زاویوں سے حل کرنے کی عملی مثالیں پیش کیں۔ آپ کا اسلوب اصلاح، حکمت، نرمی، عدل اور خیر خواہی پر مبنی تھا، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پائیدار خاندانی استحکام صرف قانونی احکام سے نہیں بلکہ اخلاقی تربیت اور باہمی ذمہ داریوں کے شعور سے حاصل ہوتا ہے۔ اس مطالعے نے یہ بھی واضح کیا کہ سیرتِ نبوی میں پیش کردہ خاندانی نظام عصرِ حاضر کے معاشرتی چیلنجز کا مؤثر جواب فراہم کرتا ہے۔ اگر ان تعلیمات کو خاندانی تربیت، تعلیمی نصاب، نکاح سے قبل رہنمائی، ازدواجی مشاورت اور سماجی اصلاحی پروگراموں کا حصہ بنایا جائے تو ازدواجی تنازعات اور غیر ضروری طلاقوں میں نمایاں کمی لائی جاسکتی ہے۔

فہرست مصادر و مراجع

[1] بیہقی، احمد حسین البیہقی، السنن الکبری، شعب الایمان (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1998ء)، ح:5476، حدیث ضعیف

[2] صحیح مسلم، الجامع الصحیح (بیروت: دار احیاء التراث العربی 2000ء)، ح:1469

[3] الاحزاب 33:21

[4] الروم:30:21

[5] امام بخاری، محمد بن اسماعیل (بیروت: دار ابن کثیر 1987ء)، کتاب النکاح، ح:5063

[6] ترمذی، محمد ابن عیسی، سنن ترمذی (دار الکتب العلمیۃ: بیروت 2009ء)، کتاب ابواب المناقب، ح:3895، حدیث حسن صحیح

[7] الشوری:38:42

[8] امام بیہقی، السنن الکبریٰ. (بیروت: دار الفکر 2003ء)، ج:7، ص:302

[9] سنن ابی داود (دار السلام: ریاض 2008ء)، کتاب الطلاق، ص:234، ج:2، ح:2177، حدیث ضعیف

[2] امام مسلم، الجامع الصحیح (قاہرہ: دار السلام 2005ء)، کتاب الرضاع، ص150، ج:2، ح:1469

[3] امام بخاری، الجامع الصحیح (ریاض: دار السلام، 1999ء)، کتاب النکاح، ص:227، ج:2، ح:5186

10 بخاری، الجامع الصحیح (ریاض: دار السلام 1999ء)، ص:245، ح:5186

[11] امام ترمذی، سنن الترمذی (بیروت: دار الکتب العلمیۃ 1998ء)، ح:3895

[12] ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ (بیروت: دار الفکر 1992ء)، کتاب النکاح، ح:1857، حدیث حسن

[13] امام بخاری، الجامع الصحیح (بیروت: دار ابن کثیر 1987ء)، کتاب الاحکام، ص:333، ح:7158

[14] ابن عساکر، تاریخ دمشق.(بیروت: دار الفکر1995ء)،ج:69،ص:198

[15] ڈاکٹر محمود احمد غازی، محاضراتِ سیرتِ نبویؐ(لاہور:ادارہ معارفِ اسلامی2010ء)،ج:2،ص:52

[16] امام سیوطی، جلال الدین، الخصاص النبویہ (دار الفکر:بیروت1990ۃ)،ص:234،ج:1

[17] امام مالک، موطاامام مالک(بیروت:دار احیاء التراث العربی،2000ء)،ح:1614،حدیث صحیح

[18] امام مسلم، الجامع الصحیح (قاہرہ:دار السلام2005ء)،ح:2599

[19] امام مسلم، الجامع الصحیح (قاہرہ:دار السلام،2005ء)،ح:2328

[20] ابو نعیم اصفہانی، دلائل النبوت(مکتبہ دار الفکر:بیروت2010ۃ)ص،145:ج:2

[21] امام بخاری، الجامع الصحیح(ریاض:دار السلام1999ء)،ح:5997

[22] سید سلیمان ندوی، سیرت النبی ﷺ(دار المصنفین اعظم گڑھ1999ء)،ج:3،ص:112